تحریکِ پاکستان۔ صحافتی محاذ پر

(بہ یادگار مسلم لیگ صدی ۱۹۰۶ء۔۲۰۰۶ء)

پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر ☆

نوٹ: یہ مضمون یوم آزادی اگست ۲۰۰۵ء کی مناسبت سے شائع کیا جارہا ہے۔

تحریک پاکستان میں کم وبیش سب طبقوں نے پوری طرح حصہ لیا، طالب علم ہوں یا استاد، مزدور ہوں یا وکیل، عالم ہوں یا صوفی، پھر بھی اس تحریک کو خاص لوگوں سے متعارف کرانے، عوام میں مقبول بنانے اور عوام تک پہنچانے میں اخبارات نے سب سے نمایاں کردار ادا کیا۔

ایک بار قائداعظم محمد علی جناح نے کہا تھا کہ کسی قوم کی ترقی اور بہبود کے لئے پریس بنیادی اور اہم ضرورت ہے۔ اسی کے ذریعہ سے قوم کی رہنمائی کی جاسکتی اور رائے عامہ کو ہموار کیا جاسکتا ہے، مولانا محمد علی جوہر کے الفاظ میں صحافی رائے عامہ کا ترجمان ہی نہیں راہنما بھی ہوتا ہے۔ اسے صرف عوام کے دعاوی کی تائید وحمایت نہیں کرنی چاہئے بلکہ صحافتی خبر سے عوام کو درس بھی دینا چاہئے۔

۱۹۰۳ء میں مولوی سراج الدین احمد خان نے لاہور سے ہفتہ روزہ ''زمیندار'' جاری کیا، جس کا مقصد یہ تھا کہ زمینداروں، کسانوں اور کاشتکاروں کی بہتری کے لئے کام کیا جائے۔ کچھ عرصہ بعد اخبار کرم آباد (ضلع گوجرانوالہ) منتقل ہوگیا۔ ۱۹۰۹ء میں مولوی سراج الدین احمد خاں اللہ کو پیارے ہوگئے۔ ان کے فرزند ارجمند مولانا ظفر علی خان نے اخبار کی

☆ معروف محقق، مصنف، تاریخ بلوچستان پر مستند اسکالر۔

ادارت سنبھالی اور اسے لاہور لے آئے۔

بعدازاں برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کے لئے تکلیفوں کا دور آیا، بنگال کی تقسیم ختم ہوئی۔ مسجد کانپور کی تحریک میں مسلمانوں کا شدید جانی نقصان ہوا۔ ملک سے باہر مغربی طاقتوں نے خلافتِ عثمانیہ کے خلاف ایک نئی مہم جاری کر رکھی تھی۔ اٹلی نے طرابلس کی سرزمین کو مسلمانوں کے خون سے رنگ رکھا تھا۔ بلقان کی جنگ میں ترکوں سے کئی علاقے چھن گئے اور پہلی جنگ عظیم میں جرمنی کے ساتھ ترکی کے اتحاد کے باعث پاک وہند کے مسلمان ایک اور بڑی آزمائش سے دوچار ہوئے۔

اسی اثنا میں ''زمیندار'' روزنامہ اخبار مسلمانوں کے جذبات و احساسات کا ترجمان بنا ''زمیندار'' نے عوام میں اخبار بینی کا ذوق پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ان میں سیاسی بیداری پیدا کی، شروع میں سیاسی بیداری کسی واضح مقصد کے لئے نہ تھی۔ لیکن اس سے تحریک پاکستان کو فائدہ پہنچا۔ ''زمیندار'' پہلا مسلم روزنامہ تھا جس نے ۱۹۱۳ء میں رائٹر اور دوسری خبررساں ایجنسیوں کی سروس حاصل کی اور جنگ عظیم کے بعد پہلی مرتبہ بڑی تقطیع سے اردو صحافت کو روشناس کیا۔

پہلی بار مستقل مزاحیہ کالم ''افکار و حوادث'' کے نام سے آغاز کیا۔ اس نے جلد اپنے معاصرین پر برتری حاصل کرلی، یہاں تک کہ پورے ملک میں یہی اخبار مسلمانوں میں مقبول تھا۔ جب ''زمیندار'' سرحدی علاقے میں پہنچتا تو پٹھان ایک آنہ دے کر تو ''زمیندار'' خریدتے اور ایک آنہ پڑھوائی کے لئے دیتے، حساس دل رکھنے والے صاحبان اکثر اس کی روح پرور نظمیں بڑی دل سوزی سے پڑھ کر اپنے آس پاس کو بھی متاثر کرتے تھے صحافت میں سیاسی شاعری نے اسی اخبار کے ذریعے عروج پایا۔ جس کا سہرا مولانا ظفر علی خاں کے سر تھا۔

''زمیندار'' نے صحافت اور خیالات کی آزادی کی حفاظت میں بے نظیر قربانیاں دیں، اس کے تقریباً سبھی ایڈیٹر گرفتار ہوئے۔ اس نے ایک لاکھ روپے سے زیادہ رقم ضمانتوں کی صورت میں حکومت کو ادا کی۔ چھاپہ خانے ضبط کر لئے گئے۔ مسلمانوں نے یہ قدر افزائی کی کہ اس کی ساری ضمانتیں چندہ جمع کر کے ادا کیں۔ ''زمیندار'' میں اردو کے بڑے

بڑے ادیبوں اور اخبار نویسوں نے کام کیا۔ جن میں نیاز فتح پوری، عبد اللہ العمادی، وحید الدین سلیم پانی پتی، عبد المجید سالک، غلام رسول مہر، مرتضٰی احمد خان میکش، چراغ حسن حسرت، نصر اللہ خان عزیز، خدا بخش اظہر اور حاجی لق لق شامل ہیں۔

۱۹۳۷ء سے ''زمیندار'' مسلم لیگ کی حمایت کرنے لگا۔ اسی سال مولانا ظفر علی خاں حلقہ لاہور سے ایک ضمنی انتخاب میں مرکزی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں دوبارہ مرکزی اسمبلی کے انتخاب میں زبردست اکثریت سے کامیاب ہوئے۔ اس دوران وہ تحریک پاکستان کے لئے بھی کام کرتے رہے۔ رات دن سفر میں رہتے اور جلسوں سے خطاب کرتے۔ مولانا ظفر علی خاں کا قلم ننگی تلوار کی مانند تھا۔ وہ خود فرما گئے۔

قلم سے کام تیغ کا اگر کبھی لیا نہ ہو
تو مجھ سے سیکھ لے یہ فن اور اس میں بے مثال بن

''زمیندار'' نے مسلم لیگ کے مخالف مسلمانوں کی سیاسی جماعتوں خاص کر خاکسار تحریک'' کی پالیسی کو بدلنے کے لئے کامیاب تگ و دو کی اور دونوں مسلم سیاسی جماعتوں کے مابین پائے جانے والے اختلافات کو دور کرانے کی کوشش کی۔

آل انڈیا مسلم لیگ تحریک آزادی کے نتیجہ میں پاکستان کے عملی قیام کی خواہاں تھی اور اس کی تحریک سے مسلمان کی زبان پاکستان اور آزاد اسلامی ریاست کے قیام کا نعرہ بلند کرنے لگی۔

''زمیندار'' نے مسلمانوں کے اندر ایثار و قربانی اور بے خوفی کے جذبات اُبھار کر اسے ایک زندہ اور توانا قوم بنا دیا۔ تحریک پاکستان کو قوت فراہم کرنے کے لئے ''زمیندار'' نے ایک ایسا ناقابل فراموش کردار ادا کیا جسے تاریخ پاکستان میں سنہرے حروف سے صفحہ قرطاس پر رقم کیا گیا۔

۱۹۲۷ء میں مولانا عبد المجید سالک اور مولانا غلام رسول مہر نے ''زمیندار'' سے الگ ہو کر ''انقلاب'' جاری کیا۔ جس نے دلائل سے جنگ لڑنے کی ابتداء کی، صوبائی خود مختاری کے آغاز پر ''انقلاب'' کی پالیسی یہ تھی کہ صوبائی اسمبلی میں مسلمانوں کی غالب

اکثریت کو یکجا رکھ کر مشترکہ مفاد کے لئے ان ہندو عناصر سے تعاون کیا جائے جو کاشت کاروں کی بہتری کے لئے کام پر آمادہ ہوں، چنانچہ اس نے اتحاد پارٹی کی حمایت کی، کل ہند سطح پر وہ آل انڈیا مسلم لیگ کے مؤقف کی زور وشور سے تائید کرتا رہا، ۱۹۳۷ء میں اس میں پاکستان کے حق میں دلائل سے بھرپور مضامین تواتر سے شائع ہوتے رہے۔ پیشتر ازیں ۱۹۲۸ء میں ''انقلاب'' لاہور نے ہندی مسلمانوں کے لئے ''الگ وطن'' کے عنوان سے مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش کے مقالات بھی چھاپنے کا کارنامہ انجام دیا تھا۔

۱۹۳۴ء میں ملک نور الٰہی نے لاہور سے روز نامہ ''احسان'' جاری کیا۔ اسے علامہ اقبال کی سرپرستی اور مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش، مولانا چراغ حسن حسرت، باری اور مولانا انعام اللہ خاں ناصر جیسے نامور صحافیوں کا تعاون حاصل تھا۔ ''احسان'' نے مسلم لیگ کی نشاۃِ ثانیہ پر ابتداء میں اس گروہ کا ساتھ دیا جو اتحاد پارٹی کا مخالف تھا۔ علامہ اقبال قلمی نام سے اس میں سیاسی مسائل پر نظمیں دیتے رہے، اس کے روزانہ ایڈیشن کی پالیسی مسلم لیگ سے ہم آہنگ تھی۔

''احسان'' فنی لحاظ سے ایک اعلیٰ اخبار تھا۔ وہ برصغیر کا پہلا اردو اخبار تھا جس نے ٹیلی پرنٹر نصب کرایا۔ دوسرے اردو اخباروں کو خبر رساں ایجنسیاں دستی خبریں بھیجتی تھیں۔

خلیل صحافی روزنامہ ''احسان'' کے مدیر تھے۔ انہوں نے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قرار داد پاکستان پیش کئے جانے سے چند روز پہلے قائداعظم سے درخواست کی تھی کہ وہ روزنامہ ''احسان'' کے دفتر میں آکر ٹیلی پرنٹر کا افتتاح کریں۔

قائداعظم ٹیلی پرنٹر کے قریب تشریف لے گئے ٹیلی پرنٹر کا افتتاح کیا۔ دعا کی اور عملہ کے تمام ارکان سے ہاتھ ملایا اور سیڑھیوں سے نیچے اتر گئے۔

مارچ ۱۹۴۱ء میں مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن نے لاہور میں ''پاکستان کانفرنس'' منعقد کرائی تھی۔ جس میں قائداعظم تشریف لائے تھے۔ جب کانفرنس کی تیاریاں ہو رہی تھیں تو روزنامہ ''احسان'' کے سرورق پر یہ نظم چھپی تھی۔ جس کے چند شعر ملاحظہ فرمائیے:

عنوان: اسٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان کانفرنس

جزاک اللہ یہ جذبہ غلامانِ محمد ﷺ کا   لبوں پر حق، دلوں میں پاس اعلانِ محمد ﷺ کا
یہ طفلی یہ معصومی یہ پاسِ ملت بیضا   جہاں میں فخر ہے یہ پاسدارانِ محمد ﷺ کا
ضعیفی فخر کرتی ہے، جوانی ناز کرتی ہے   اٹھا اس شان سے دستہ جوانانِ محمد ﷺ کا
کرے گا آبیاری گلشنِ اسلام و ملت کی   نگہباں اس زمیں پر ہے خیابانِ محمد ﷺ کا
جنہیں غیروں نے سمجھا بے سروسامان زمانے میں   سنائے گا انہیں مژدہ یہ سامان ﷺ کا
وہ مسلم تنگ آئے ہیں جو اہلِ جور کے ہاتھوں   کرے گا ان پر سایہ پھر سے دامانِ محمد ﷺ کا
امیروں کو جھکائے گا خدائے کعبہ کے آگے   کرے گا بول بولا پھر غریبانِ محمد ﷺ کا
یہ فرزندانِ ملت آج یہ کہتے ہوئے اٹھے   دبائے حق کوئی کیوں حق شناسانِ محمد ﷺ کا
پہلو انان دنیا لاکھ مرحب اور منتر ہوں   کریں گے سامنا کب تک جوانانِ محمد ﷺ کا

''احسان'' کے اجراء کے مقاصد درج ذیل تھے

۱۔ منزل پر پہنچنے کے لئے مسلمان ایک ہی قافلے کے جھنڈے تلے سفر کریں۔
۲۔ آپس میں سر پھٹول کے بجائے ان طاقتوں کا مقابلہ کریں جو مسلمانوں کو مٹا دینے پر تلی ہوئی ہیں۔
۳۔ پاکستان کا مطلب ہندوستان کی آزادی ہے۔
۴۔ اگر مسلمان خود ارادیت کا فیصلہ کرتا ہے تو یہ گناہ نہیں۔
۵۔ مسلمان اپنی جنگ کے لئے جادۂ اعتدال سے نہ بھٹکیں۔
۶۔ ذاتی اغراض قومیت کی بنیادیں کھوکھلی کر دیا کرتی ہیں۔ مسلمان اس حقیقت کو فراموش نہ کریں۔
۷۔ اگر ۹۵ فیصدی مسلمان مسلم اکثریت والے صوبوں کو آزاد دیکھنا چاہتے ہیں تو باقی ۵ فیصد کو کیا اعتراض ہے۔
۸۔ مسلمانوں کا قومی کریکٹر بہت کمزور ہے۔ اس کو استوار کرنے کے لئے مسلمان حبل اللہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔
۹۔ گالی دینے والے کو گالی مت دو وہ خود شرمندہ ہو جائے گا۔

۱۰۔ مسلم لیگ کا قافلہ منزل پر پہنچ کر دم لے گا اور کنارے پر کھڑے ہو کر پتھر بسانے والے یا تو کنارے پر کھڑے رہ جائیں گے یا قافلہ کا ساتھ دیں گے۔

ان مقاصد کے فروغ کے سلسلے میں ''احسان'' نے جو کردار ادا کیا۔ اسے اس لحاظ سے تحریک پاکستان کا ایک مجاہد بھی کہا جاتا ہے۔

''احسان'' نے برصغیر کے گوشے گوشے میں قائد اعظم اور مسلمانوں کی ہر دلعزیز سیاسی جماعت مسلم لیگ کا نقطہ نظر پھیلایا اور اس دور کے دیگر مسلم پریس کا بھرپور ساتھ دیا۔ ''احسان'' نے قرارداد پاکستان کی منظوری سے پہلے بھی مسلم لیگ کی اچھی طرح ترجمانی کی۔

ان دنوں مسلم نوجوانوں کا ترانہ تھا۔

آج یہ ہم اعلان کریں گے حاصل پاکستان کریں گے
قائد اعظم گر فرما دیں حق پہ جان قرباں کریں گے

ملک برکت علی نے پنجاب میں مسلم لیگ کو قائم کرنے کے سلسلے میں جو خدمات انجام دیں وہ سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں۔ انہوں نے ۱۹۳۷ء میں لاہور سے اپنی جیب سے دس ہزار روپے خرچ کر کے ایک انگریزی اخبار ''نیو ٹائمز'' نکالا، جسے رپن پریس چھاپتا تھا اور یہ ملک صاحب خود لکھتے تھے۔ جس میں وہ کانگریس کے ارادوں کو ظاہر کرتے اور یونینسٹ پارٹی پر کڑی نکتہ چینی کرتے تھے۔ قائد اعظم ملک صاحب کی تحریروں کو پسند فرماتے تھے اور کئی موقعوں پر انہوں نے اس اخبار کو حوالے کے طور پر بھی پیش کیا۔

۱۹۱۹ء میں مولانا سید حبیب نے لاہور سے ''سیاست'' نکالا تھا جو ۱۹۳۷ء تک باقاعدہ منظر عام پر آتا رہا، مولانا نے علیحدگی پسند سیاست میں نمایاں حصہ لیا، اور علامہ اقبال کے خطبۂ الہٰ آباد سے پہلے لاہور میں علامہ اقبال کی تحریک پر جو اسلامی اجتماع ہوا۔ اس میں شریک ہوئے۔ اپر انڈیا مسلم کانفرنس کی مجلس استقبالیہ کے سیکرٹری بنے۔ اس کے بعد بھی ہر اسلامی تحریک میں شامل رہے۔ ''سیاست'' مسلم رائے عامہ کا ہمنوا رہا۔ تصفیۂ حقوق کے سلسلے میں مسلمانوں نے جو آواز اٹھائی ''سیاست'' نے لگاتار اس کے حق میں مقالے لکھے۔

لاہور سے ایک روزنامہ ''ایسٹرن ٹائمز'' کے نام سے مولوی فیروز الدین نے ۱۰

ستمبر ۱۹۳۱ء کو شروع کیا۔ اگر چہ چند روز تک اس کے مرتب کرنے والے علامہ عبداللہ یوسف علی تھے۔ تاہم شروع ہی سے لے کر ۱۹۴۰ء تک عبدالحمید خان کا نام بحثیت ایڈیٹر لکھا جاتا رہا۔

شروع میں ''ایسٹرن ٹائمز'' یونینسٹ پارٹی کا ترجمان تھا۔ اسے باقاعدہ امداد ملتی تھی۔ اسے ۱۹۴۰ء میں پیسہ اخبار نے خرید لیا۔ پھر اس کی پالیسی میں واضح تبدیلی آگئی۔ اس کے ایڈیٹر میاں عبدالحمید (۱۸۹۲ تا مارچ ۱۹۶۹ء) تھے۔ اب یہ اخبار یونینسٹ پارٹی کا آلہ کار بننے کی بجائے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کا سرگرم علمبردار بن گیا۔ اپنے ۱۲ر جون ۱۹۴۲ء کی اشاعت میں اخبار نے بہانگ دہل اعلان کیا کہ وہ ہندوستان کے مسلمانوں کے مفاد میں اور تحریک پاکستان کے مقاصد کے حصول کے لئے بے خوف وخطر کام کرے گا۔

۱۹۴۲ء میں ''ایسٹرن ٹائمز'' دوبارہ روز نامہ کی صورت میں شائع ہونے لگا۔ قائد اعظم نے اس اقدام کو سراہا اور اخبار کی انتظامیہ کو ایک اچھے نصب العین کو اختیار کرنے پر مبارک دی۔ قائداعظم نے امید ظاہر کی کہ پنجاب کے لوگ ان کی حمایت کریں گے۔ انہوں نے اس امر پر وزر دیا کہ ہر صوبے میں ایک روز نامہ ہونا چاہئے، ساتھی ہی ایسٹرن ٹائمز کی جانب اشارہ کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اس نے رہنمائی کر دی ہے۔

''ایسٹرن ٹائمز'' کی اپنی خود مختارانہ پالیسی تھی اور وہ اپنے خیالات کا آزادانہ اور برملا اظہار کرتا رہا۔ ایسے مواقع بھی آئے جب وہ مسلم لیگ اور اس کے قائدین پر تنقید کرنے سے بالکل نہ ہچکچایا۔ اخبار صوبائی گورنر پر بھی تنقید کرنے سے باز نہ آیا۔ جب پنجاب کے گورنر سر برٹ رینڈ گلینسی نے تمام سیاسی انداز اور طریقے بالائے طاق رکھتے ہوئے اقلیتی رہنما سر خضر حیات خان ٹوانہ کو مئی ۱۹۴۶ء میں حکومت بنانے کی دعوت دی تو ''ایسٹرن ٹائمز'' نے سخت برہمی اور خفگی کا اظہار کیا۔

''ایسٹرن ٹائمز'' اپنے ادارتی کالموں، ایڈیٹر کے نام خطوط اور اپنی خبروں کے ذریعے سے حکومت کی توجہ حکومت کے مختلف محکموں میں مسلمانوں کی حالت زار کی جانب دلانے کی پوری سعی کرتا رہا۔

''ایسٹرن ٹائمز'' ہر ہفتے ریلوے سے متعلق ایک ضمیمہ شائع کرتا تھا جس میں وہ مسلمان ملازمین کی شکایات اور مشکلات حکومت کے علم میں لاتا رہتا تھا۔ اور اخبار کا یہ عمل ہمیشہ بے توجہی کا شکار ہونے کی بجائے حکومت کی توجہ کا باعث بھی بن جاتا تھا۔

احمد سعید کی کتاب ''دی ایسٹرن ٹائمز آن قائد اعظم'' (لاہور، ۱۹۸۳ء) ۱۲۵ اداریوں کا مجموعہ ہے۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ کیسے اور کس انداز سے مسلم پریس نے بابائے قوم حضرت قائداعظم کی پشت پناہی کی تھی۔ ان اداریوں سے نازک ادوار (۱۹۴۰ء کے لگ بھگ اور بعد میں) میں آزادی کی جدوجہد میں اہم واقعات کے سلسلے میں مسلمانوں کی سوچ واضح طور پر ابھر کر سامنے آتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ ادارئے پنجاب میں سیاست کی نوعیت اور برطانوی سامراج کی گرفت کو سمجھنے میں مددو معاون ہوتے ہیں۔

''سعادت'' کمالیہ (فیصل آباد ڈویژن پنجاب) سے ۲۷/اگست ۱۹۳۷ء کو منظر عام پر آیا۔ یہ ایک علمی، ادبی، معاشرتی اور اصلاحی ہفتہ وار اخبار تھا۔ اس کے بانی امام بخش ناسخ سیفی تھے۔ ۱۹۳۷ء تا ۱۹۴۵ء ''سعادت'' ہفتہ وار شائع ہوتا رہا۔ بعدازاں قائداعظم کی حوصلہ افزائی اور دیگر اکابرین مسلم لیگ کے مشورہ اور ہدایت سے روزنامہ کی حیثیت سے جاری کیا گیا۔

تحریک پاکستان کے دور میں ''سعادت'' نے مسلم لیگ اور آل انڈیا سنی تحریک کانفرنس بنارس کے اتحاد اور پیغام کو پاک و ہند کے گوشہ گوشہ پہنچانے کی خدمات سرانجام دیں، اسی دوران ''سعادت'' کمالیہ کی بجائے لائل پور (فیصل آباد) منتقل ہوگیا۔

''سعادت'' کے دو نہایت اہم نمبر (۱۔ ۱۵/نومبر ۱۹۴۲ء کو کمالیہ سے مسلم لیگ نمبر ۲۔ ۲۲ جون ۱۹۴۵ء کو لائل پور سے مسلم نیشنل گارڈ پنجاب نمبر) شائع ہوئے تھے۔ قائداعظم نے اپنے پیغام مورخہ ۷/مئی ۱۹۴۵ء میں کہا تھا:

مسلم نیشنل گارڈ کی تنظیم سارے ہندوستان میں کام کر رہی ہے، لیکن اس کے استحکام اور یک جہتی کی مزید ضرورت ہے۔ تاکہ ہم اپنے گھر، اپنی عزت و دولت اور اپنی زندگی کی حفاظت اور انسانوں کی خدمت کرسکیں۔ مجھے یقین ہے کہ مسلمان نوجوان اور خصوصاً

پنجاب کے نوجوان جو پاکستان کا بازوئے شمشیرزن ہیں۔ مسلم نیشنل گارڈ کی تنظیم کے جھنڈے کے گرد زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمع ہو جائیں گے۔ میری تمنا ہے کہ ''سعادت'' کا یہ نمبر اور صوبائی نیشنل گارڈ کی کوشش بارآور ہو۔ اور مجھے امید ہے کہ ہم اپنے پاکیزہ نصب العین کی طرف گامزن رہیں گے، اور اسے بہت جلد حاصل کرکے اس کی تعمیر کریں گے''۔

''سعادت'' کے بانی الحاج ناسخ سیفی کا شمار تحریک پاکستان کے ممتاز راہنماؤں میں ہوتا ہے۔ آپ اپنے خطہ کے امام صحافت تھے۔

تحریک پاکستان میں ''سعادت'' کی خدمات تاریخ پاکستان میں ہمیشہ اجاگر رہیں گی۔ آج کل روزنامہ ''سعادت'' فیصل آباد اور لاہور سے بیک وقت شائع ہو رہا ہے۔

مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش، مولانا چراغ حسن حسرت، باری علیگ اور اشرف عطا نے روزنامہ ''احسان'' لاہور سے الگ ہو کر ''شہباز'' جاری کیا۔ جو اس دور میں صحافت کا ایک اچھا نمونہ تھا۔ بڑی محنت سے مرتب کیا جاتا تھا۔ مولانا میکش پاکستان کی حمایت میں بے باکانہ لکھتے تھے۔ جب پرچے کی مالی حالت ٹھیک نہ رہی تو یونینسٹ پارٹی کے ایک لیڈر سید امجد علی شاہ نے اسے خرید لیا۔

بعد میں گورنر پنجاب نے ملک خضر حیات ٹوانہ وزیر اعظم پنجاب کے مشورے پر سردار شوکت حیات خاں کو وزارت سے برطرف کر دیا۔ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ سردار موصوف مسلم لیگ کے حامی تھے۔ اس پر میکش صاحب نے ''شہباز'' میں ایک اداریہ لکھا جس میں شوکت حیات کی برطرفی کی مذمت کی۔ اسی پر اختلاف رائے ہوا اور مولانا میکش اپنے ساتھیوں سمیت مستعفی ہو گئے۔ سید امجد علی شاہ ان کی جگہ وقار انبالوی کو لے آئے۔ دس دن تک کسی کارکن صحافی نے شہباز کا رخ نہ کیا اور وقار انبالوی سارا اخبار اکیلے ایڈٹ کرتے تھے۔

اس کی پالیسی (۱۹۴٦ء کے انتخابات میں) مسلم لیگ کے خلاف تھی۔ قیام پاکستان سے کچھ عرصہ پہلے یہ مسلم عوام کی نظروں سے اتنا گر چکا تھا کہ سید امجد علی نے اسے ''احسان'' کے مالک ملک نور الٰہی کے ہاتھ بیچ دیا۔

حمید نظامی پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے بانیوں میں سے تھے اور مسلم لیگ کے لئے کام کر رہے تھے۔ آپ نے ۲۹ مارچ ۱۹۴۰ء کو ''نوائے وقت'' کے نام سے ایک چھوٹا سا پندرہ روزہ اخبار جاری کیا۔ جس کے صفحات کی تعداد صرف چھ تھی۔ اس اخبار میں ان کے ساتھ ڈاکٹر جمال بھٹہ، ڈاکٹر شبیر حسن اور ڈاکٹر محمد باقر بھی شامل تھے، یہ سب حضرات ہر ہفتے تھوڑے تھوڑے روپے ڈال کر اخبار کا خرچ پورا کرتے تھے۔ مگر اصل ادارت نظامی مرحوم ہی کے ہاتھ میں تھی۔

''نوائے وقت'' کے پہلے صفحہ پر ایک مستقل عنوان ''مسنون ہائے گفتنی'' تھا۔ جسے حمید نظامی ''غریب شہر'' کے قلمی نام سے لکھتے تھے۔ اس کے تحت حالاتِ حاضرہ پر چھوٹے چھوٹے شذررے دیئے جاتے تھے۔ اندر کے صفحات میں ایک اور مستقل عنوان ''جاتی کیا سوچتی ہے؟'' خصوصی توجہ کا حامل تھا۔ اس میں ہندو اخباروں کی تحریروں اور ہندو رہنماؤں کی تقریروں سے ایسے مختصر اقتباسات درج ہوتے تھے جن سے پتہ چلتا تھا کہ مسلمانوں کے سیاسی مستقبل کے بارے میں اکثریت کے عزائم کیا ہیں؟ ان کے علاوہ عام مضامین سب سیاسی موضوعات پر ہوتے تھے۔

حمید نظامی نے پہلے ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا میں رپورٹنگ سیکھی۔ پھر مسلمانوں کی نئی خبر رساں ایجنسی ''اورینٹ پریس آف انڈیا'' کی لاہور برانچ کے منیجر مقرر ہوئے، اس دوران ''نوائے وقت'' بھی جاری رہا۔ ۱۵/نومبر ۱۹۴۲ء کو ''نوائے وقت'' پندرہ روزہ سے ہفت روزہ بنا۔ ۲۲/جولائی ۱۹۴۴ء کو ''نوائے وقت'' روزنامے کی حیثیت سے جلوہ گر ہوا۔ حمید نظامی نے ادارت کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ حامد محمود نے کاروباری فرائض اپنے ہاتھ میں لئے دونوں کی محنت اور رفاقت اور دوستوں کے تعاون سے ''نوائے وقت'' نے خوب ترقی کی۔ میاں محمد شفیع (م۔ش) نے اخبار کی نوک پلک سنوارنے میں نمایاں حصہ لیا۔ بنگال کے معروف سیاسی کارکن راغب احسن لگاتار مضامین لکھتے رہے۔ مشہور مصور شیخ احمد نے کچھ عرصہ کارٹون بنائے۔ مسلم لیگ کے جو لیڈر ملک خضر حیات کی پالیسی سے نالاں تھے انہوں نے بھی ''نوائے وقت'' کی پشت پناہی کی اور عوام میں مسلم لیگ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت نے

بھی ''نوائے وقت'' کو سہارا دیا۔ نتیجتاً ''نوائے وقت'' جلد ہی اپنے مقامی مسلم معاصرین سے زیادہ ممتاز ہو گیا۔

''نوائے وقت'' واحد اخبار تھا جسے قائداعظم نے تین مرتبہ کامیابی کے پیغامات بھیجے اور بارہا اس کی شاندار ملی خدمات کا اعتراف فرمایا۔

''نوائے وقت'' صوبائی اور مرکزی دونوں دائروں میں آل انڈیا مسلم لیگ کی ترجمانی کرتا تھا۔ لیگ عوامی تحریک بن چکی تھی اور ''نوائے وقت'' اس عوامی تحریک کا سب سے بڑا ترجمان تھا۔ ۱۹۴۶ء کے عام انتخابات میں ''زمیندار، احسان، نوائے وقت'' نے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کی بھرپور تائید کی۔

جناب انور کرمانی لدھیانوی نے ۶ رفروری ۱۹۴۶ء کو ''نوائے وقت'' میں اپنا مشہور ''ترانہ پاکستان'' شائع کرایا تھا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ اقبال کے دیوانوں اور قائد اعظم کے فرزانوں نے کس جوش اور ہمت سے پاکستان کی جنگ لڑی تھی۔ ترانہ ملاحظہ فرمائیے:

ایک ہی دُھن میں، ایک ہی لے میں بڑھتے جائیں گاتے جائیں
جادۂ پاکستان کے راہی ملت کے بے باک سپاہی
ہم کو ڈرائے گی کیا شاہی
لے کے رہیں گے پاکستان

مسلم لیگ کا پرچم لے کر ہر بستی ہر شہر میں جاکر
پاکستان کا نعرہ لگا کر غفلت کے ماتوں کو جگا کر
ملت کا پیغام سنا دو
لے کے رہیں گے پاکستان

طاغوت یلغار سے ڈرنا دبدبۂ اغیار سے ڈرنا
ملت کے غدار سے ڈرنا غازی اور پیکار سے ڈرنا
کوئی خرید گا کیا ہم کو

لے کے رہیں گے پاکستان

کون ہے اب جو آگے بڑھ کر بپھرے ہوئے طوفان کو روکے
شمعِ حرم کے پروانوں کو قوم و وطن کے نام پر ٹوکے
غیرت ملت رکھوالے
لے کے رہیں گے پاکستان

ہند کے مسلم جاگ اٹھے ہیں حق اپنا اب مانگ رہے ہیں
ملت کا فرمان یہی ہے مسلم کا ایمان یہی ہے
جنگ پاکستان یہی ہے
لے کے رہیں گے پاکستان

حمید نظامی اور دیگر ساتھیوں نے ''نوائے وقت'' کو آزادی کے سلسلہ میں صحافتی تحریک بنا دیا۔ جس نے نظریہ پاکستان کو ایک بے مثال تجزیاتی بصیرت کے ساتھ اس طرح وسعت دی کہ ہر فرد ''نوائے وقت'' کا دیوانہ بن گیا۔

حمید نظامی کے اداریے عصری نقطہ نگاہ سے ایک مستند دستاویز کا درجہ رکھتے ہیں۔ آپ کے لکھے ہوئے اداریے کئی خصوصیات کے حامل ہیں۔

۱۔ ان اداریوں میں عصری حالات کے متعلق مستند معلومات ملتی ہیں۔
۲۔ واقعات کا ایک بے لاگ معروضی تجزیہ نظر آتا ہے۔
۳۔ تحریک پاکستان کے مقاصد اور آرزوؤں کی جھلک نظر آتی ہے۔
۴۔ مسلمانان ہند کے بھرپور جذبۂ حریت کی عکاسی ہوتی ہے۔
۵۔ نیشنلسٹ مسلمانوں، کمیونسٹوں، انگریز کے کاسہ لیس ٹوڈیوں اور خود انگریز حکمرانوں کے مفاداتی ہتھکنڈوں اور ریشہ دانویں کا پتہ چلتا ہے۔
۶۔ ہندوؤں کی سیاسی چالبازیوں کے بارے میں بصیرت حاصل ہوتی ہے۔ بلاشک و شبہ یہ تحریک پاکستان کا اہم اثاثہ ہیں۔

ان اداریوں کی زبان عام فہم، سادہ اور سلیس ہوتی تھی اور دل میں اترنے والی بھی

رواں دواں، برمحل آسان محاورں سے لبریز، دلائل و براہین سے مزین، عہد حاضر کے ابلاغ عامہ کے فنی تقاضوں پر پورا اترنے والی۔

حمید نظامی کے اداریوں نے پنجاب کے طول وعرض میں آزادی وحریت کا صور پھونکا۔ جاٹوں، چودھریوں، جاگیرداروں، وڈیروں اور یونینسٹوں کے پاکستان دشمن طلسم کو پاش پاش کر دیا۔

حمید نظامی کے نزدیک صحافت زندگی کا ایک عظیم مقصد تھا اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ مسلم لیگی قیادت پر غلط فیصلوں کی بنا پر تنقید کرنے سے نہیں چوکتے تھے۔ بارہا ایسا ہوا کہ نوائے وقت کے اداریوں سے متاثر ہو کر مسلم لیگ کے فیصلے کیے گئے اور پالیسی مرتب کی گئی۔

دہلی کے ایک کامیاب اخبار نویس مولانا مظہر الدین تھے۔ انہوں نے دہلی سے دو اخبار سہ روزہ ''الامان'' اور روزنامہ ''وحدت'' جاری کئے، ان دونوں اخباروں نے مسلم لیگ کے زاویۂ نگار کی ترجمانی میں بہت کام کیا۔ مولانا مظہر الدین نے ۶ رفروری ۱۹۳۸ء کو قائد اعظم کو روزنامہ ''وحدت'' کے دفتر میں مدعو کیا۔ آپ نے سپاسنامہ کے جواب میں کہا: ''قلم تلوار سے زیادہ طاقتور ہے''۔ وہ پریس کی قوت سے بھی بخوبی آگاہ تھے۔ اور بالخصوص انگریزی روزنامہ کی اہمیت اور ضرورت کو شدت سے محسوس کرتے تھے۔ اسی لئے ''ڈان'' بہت جلد منظر عام پر آیا۔

''الامان'' اور ''وحدت'' ۱۹۳۸ء تک جاری رہے۔ اسی سال مولانا مظہر الدین کو باقاعدہ ایک سازش کر کے قتل کرا دیا گیا۔ اس موت کے ساتھ ہی ان کے دونوں اخبار بھی جام شہادت نوش کر گئے۔

۱۹۳۸ء میں ہی مولانا مظہر الدین نے محمد علی جناح کی قومی خدمات اور مسلمانوں کے اجتماعی وقار کو بلند کرنے کی کوششوں کے پیش نظر ''قائد اعظم'' کا خطاب دیا جو نہایت مختصر عرصہ میں زبان زد خاص و عام ہوگیا۔ پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی نے اسے (قائد اعظم) باقاعدہ سرکاری حیثیت دی۔

دہلی سے نکلنے والے دوسرے اخبار ''ملت''، غریبوں کا اخبار اور منادی'' بھی مشہور ہوئے، یہ اخبار مسلم لیگ کے انداز فکر کے حامی و ترجمان تھے۔

مولانا محمد علی جوہر کے اخبار ''ہمدرد'' دہلی، لکھنؤ کے اہم اخبارات ''ہمدم'' اور ''حق'' اور پٹنہ کے دو اخباروں پٹنہ اخبار اور اتحاد نے مسلمانوں کی علیحدہ سیاست کا علم اُٹھایا۔

کلکتے کا ایک اہم اخبار ''عصرِ جدید'' تھا۔ جسے مولانا شائق احمد عثمانی نے جاری کیا۔ اور وہی اس کی ادارت کرتے رہے۔ آپ عمر بھر اسلامی سیاست کے ترجمان رہے۔ ''عصر جدید'' نے بنگالی مسلمانوں میں سیاسی شعور پیدا کرنے اور انہیں مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع کرنے میں نمایاں حصہ لیا اور تحریک پاکستان کے سلسلے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ ''عصر جدید'' قائداعظم کے بیانات اور ان سے متعلق خبروں کو انتہائی نمایاں طور پر شائع کرتا تھا۔

''عصر جدید'' نے جون ۱۹۴۳ء تا اگست ۱۹۴۳ء اپنی اشاعتوں میں خاص طور پر بلوچستان میں قائداعظم کی مصروفیات اور بلوچستان سے متعلق خبروں کو نمایاں مقام دیا۔ یہ خبریں بلوچستان میں تحریک پاکستان کی اہم دستاویزات ہیں، (ان کے حوالے ''جدوجہد آزادی میں بلوچستان کا کردار'' از ڈاکٹر انعام الحق کوثر، لاہور ۱۹۹۱ء۔ ۱۹۹۴ء میں ملتے ہیں)۔

کلکتہ سے نکلنے والے دو اور اخبار ''مارننگ نیوز'' اور ''اسٹار آف انڈیا'' بھی مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے حامی تھے۔ کلکتہ ہی سے قاضی عبدالغفار نے ملت اسلامیہ کی علیحدہ شناخت کے سلسلے میں ''جمہور'' جاری کیا تھا۔

بنگالی مسلمانوں کے مشہور و معروف رہنما مولانا اکرم خاں نے روزنامہ ''زمانہ'' جاری کیا تھا۔ یہ بھی مسلمانوں کی علیحدہ سیاست کا عکاس اور ترجمان تھا۔ مولانا نے بنگالی زبان کی صحافت میں بڑا نام پیدا کیا۔ آپ کا شمار مسلم لیگ کے چوٹی کے رہنماؤں میں ہوتا ہے۔

بمبئی اردو صحافت کا ایک نہایت اہم مرکز تھا۔ یہاں کا سب سے اہم اخبار

''خلافت'' تھا۔ جو مولانا شوکت علی نے آل انڈیا خلافت کمیٹی کے زیر اہتمام جاری کیا۔ اس اخبار نے ترکِ موالات کی تحریک کو آگے بڑھانے اور آزادئ وطن کو نزدیک لانے کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ جب آل انڈیا مسلم لیگ کی نشاۃِ ثانیہ کا آغاز ہوا تو ''خلافت'' نے بڑے زور و شور سے اس کی حمایت کی۔

اسی زمانے میں بمبئی سے بہادر خان نے روزنامہ ''ہلال'' جاری کیا۔ جو ظاہری ٹیپ ٹاپ میں ''خلافت'' کا ہم پلہ تھا۔ اس نے بھی مسلم لیگ کی حمایت کی۔ اس کا سائز برصغیر کے دوسرے اخباروں سے جدا اور قیامِ پاکستان کے بعد لاہور سے نکلنے والے ''امروز'' کے برابر تھا۔

اُمرتسر سے نکلنے والے ہفت روزہ ''وکیل'' اور لاہور سے منظرِ عام پر آنے والے ہفت روزہ ''وطن'' نے بھی مسلمانوں کے حقوق کے لئے بھرپور کام کیا۔

انگریزی کا مشہور اخبار ''ڈان'' قائداعظم کی نگرانی میں ۱۹۴۲ء میں روزانہ دہلی سے نکلا۔ اس کی ملکیت ایک ٹرسٹ کے سپرد تھی۔ جس کے سب سے اہم رکن خود قائداعظم تھے۔ ایک معروف صحافی محمد سعید نے اپنی کتاب ''آہنگِ بازگشت'' میں لکھا ہے کہ پوتھان جوزف کچھ عرصہ مسلمان جریدوں سے منسلک رہنے کی وجہ سے مسلمانوں کے نقطۂ نظر اور مزاج سے واقف تھے۔ خود تعصب سے پاک تھے اور طبیعت میں مزاح تھا۔ ایک مستقل عنوان ''چائے کی پیالی پر'' ان کے انتخاب قلم بڑے شگفتہ اور روح پرور ہوتے تھے۔ ایک بار مسلمانوں کا ایک وفد انہیں ملنے آیا اور ''ڈان'' کی خامیاں شمار کرنے لگا۔ پوتھان جوزف سنتے رہے اور پھر بڑی دلجمعی سے کہا ''حضرت میں یہ اخبار آپ کے لئے مرتب نہیں کر رہا۔ میرے پیش نظر ہندوؤں کا وہ سوادِ اعظم ہے جسے مجھے پاکستان کا قائل بنانا ہے''۔

ان کے بعد مسٹر الطاف حسین نے ادارات سنبھالی۔ ''ڈان'' مسلم لیگ کی پالیسی کا ترجمان تھا اور اس نے یہ خدمت بدرجۂ احسن سرانجام دی۔ ۱۹۴۷ء میں جب فسادات ہوئے تو ہندوؤں نے اس کا پریس جلا دیا اور اس طرح ''ڈان'' (دہلی) کی زندگی ختم ہوگئی اور پھر یہ کراچی سے نکلنے لگا۔

قیام پاکستان سے چند سال پہلے قائداعظم نے اسلامی صحافت کو مضبوط بنانے کے لئے کچھ سرمایہ فراہم کیا تھا۔جس کی مدد سے ''ڈان'' جاری ہوا۔

''ڈان'' کی بنیادی خوبی یہ تھی کہ اس میں شائع ہونے والے مضامین اور اداریے برصغیر کے حالات کی نشان دہی وقت سے پہلے کرتے تھے۔''ڈان'' جو نعرہ ایک دن قبل بلند کرتا تھا اس کی گونج اگلے روز برصغیر کے کونے کونے میں پہنچ جاتی تھی۔

تحریک پاکستان کے آخری برسوں میں برصغیر کے طول وعرض میں فسادات کی آگ بھڑکی اور ان فسادات میں ہزاروں مسلمانوں کو شہید کردیا گیا لیکن مسلمانوں کے ارادے مزید پختہ ہوئے اور وہ بے دریغ قربانیاں دینے کے لئے آگے بڑھے۔ ہندوؤں نے ظلم وستم کی انتہا کردی۔اس وقت ''ڈان'' نے فسادات سے گھبرانے کے بجائے عزم و ہمت کا مظاہرکیا۔اس سلسلے میں اخبار میں یہ شہ سرخی دی۔

''شہیدوں کوسلام''

مسلمانوں کے حوصلے بلند کرنے میں ''ڈان'' نے جو کردار ادا کیا۔اسے فراموش نہیں کیا جاسکتا۔اس کی تائید ۲۳ر مارچ ۱۹۴۶ء کے شماروں کے اداریے بعنوان پاکستان سے ہوتی ہے۔(تحریک پاکستان اور صحافت/ ڈاکٹر انعام الحق کوثر/کوئٹہ ۱۹۹۷ء/ص ۸۸ تا ۹۳)

''ڈان'' نے ایک اداریہ ۲۸ر اپریل ۱۹۴۷ء کو شائع کیا جس کا عنوان تھا: "Divide Divide Divide" مسلمانوں کے اس مطالبے پر غور کرنے کے لئے لارڈ مونٹ بیٹن نے ۳ جون ۱۹۴۷ء کو اپنا منصوبہ پیش کیا۔اس میں مسلمانوں کے لئے الگ ریاست ''پاکستان'' کا مطالبہ تسلیم کرلیا گیا۔ یوں ۱۴ر اگست ۱۹۴۷ء کو ایک آزاد ریاست وجود میں آئی اس میں ڈان کی شہ سرخی تھی۔

"Pakistan Zindabad"

قیام پاکستان سے چند سال پیشتر قائداعظم نے اسلامی صحافت کے استحکام کے لئے کچھ سرمایہ مہیا کیا تھا۔اسی سے دہلی سے آل انڈیا مسلم لیگ نے روزنامہ ''منشور'' نکالا۔ اس کے مدیر سید حسن ریاض تھے۔ یہ پہلا ہفت روزہ تھا جسے ۲۵ر دسمبر ۱۹۴۴ء کو روزنامہ بنادیا

گیا۔ سید صاحب صحافی ہونے کے علاوہ ایک صاحب طرز افسانہ نگار بھی تھے۔ وہ معاشرتی الجھنوں کو زیر موضوع بنایا کرتے تھے۔

روز نامہ ''منشور'' نے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے ترجمان کی حیثیت سے کانگریس اور ہندو پریس کی شورش انگیزی اور تحریک پاکستان کے خلاف ان کے زہریلے پروپیگنڈے اور مخالفت کو ناکام بنانے میں اہم کردار ادا کیا اور مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ وطن کے قیام کے لئے اپنی ساری کوششیں اور توانائیاں صرف کردیں اور قائد اعظم کی امیدوں اور توقعات پر پورا اترا۔ سید حسن ریاض کی ایک بلند پایہ، گراں قدر، مدلل، مفصل اور مستند کتاب ''پاکستان ناگزیر تھا'' ہے۔ جس پر ۱۹۶۸ء میں انعام دیا گیا تھا۔

عالمی امنگ کے دوران دہلی سے دو اہم اخبار جاری ہوئے ایک ''جنگ'' اور دوسرا ''انجام''۔ ''جنگ'' کے بانی اور مالک میر خلیل الرحمٰن تھے۔ اور ''انجام'' کے مسٹر عمر فاروقی۔ یہ دونوں اخبار بہت جلد مقبول ہوگئے۔ ان سے تحریک پاکستان کو تقویت پہنچی۔

میر خلیل الرحمٰن کو دہلی میں متعدد بار قائد اعظم سے ملنے کا موقع ملا تھا۔ اکثر گفتگو پاکستان اور ہندو پریس، پر ہوتی تھی۔

روز نامہ ''انجام'' دہلی کے ایڈیٹر محمد عمر فاروقی کی عدم موجودگی میں اقبال احمد صدیقی ایڈیٹر کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ ۲۹ر جون ۱۹۴۷ء کو بلوچستان میں ''استصواب رائے'' (ریفرنڈم) ہوا۔ جس کی اطلاع ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا کے ٹیلی پرنٹر نے دی کہ بلوچستان نے پاکستان کے حق میں ووٹ دے دیا۔ یہ خوشخبری اقبال احمد صدیقی نے قائد اعظم تک پہنچا کر ان کا ردعمل معلوم کیا تھا، قائد اعظم گویا ہوئے: ویل ڈن بلوچستان'' (شاباش بلوچستان) شاباش بلوچستان'' قائد اعظم

اس پر اقبال احمد صدیقی لکھتے ہیں ''ہیڈ کاتب نے قائد کے دو الفاظ کو چھ کالموں میں پھیلا دیا۔ فن کتابت کا یہ عمدہ نمونہ تھا۔ اگلی صبح مجھے یہ جان کر خوشی اور اطمینان ہوا کہ قائد اعظم نے جو الفاظ ادا کئے تھے ''انجام'' کی منفرد خبر تھی۔ انہوں نے دہلی سے نکلنے والے اپنے اخبار ''ڈان'' کو بھی اپنے ردعمل سے آگاہ نہ کرکے میری خبر کو جداگانہ بنا دیا تھا''۔ (تحریک

پاکستان اور صحافت/ ڈاکٹر انعام الحق کوثر/ کوئٹہ ۱۹۹۷ء ص ۹۶ تا ۹۸)

اسی دور میں لکھنؤ سے ایک روز نامہ ''تنویر'' نکلا۔ جس کے مالک اور نگران مسلم لیگ کے معروف رہنما چودھری خلیق الزمان تھے۔ اس اخبار کی پالیسی مسلم لیگ کے حق میں تھی۔

صوبہ سندھ کا زیادہ معروف اخبار ''الوحید'' (جس کے متعلق مشہور تھا: مثل پارس تھا جو بھی ہاتھ اسے چھو جاتا وہ سونا بن جاتا) آخر میں پاکستان کی تحریک کا ترجمان بنا۔ اس کے بارے میں ایک مرتبہ مولانا شوکت علی نے کہا تھا کہ الوحید سندھ کے اندر اس طرح کام کر رہا ہے جس طرح ان کے اندر روح اور سندھ کا مطلب الوحید اور الوحید کا مطلب سندھ ہے۔

''ہلال پاکستان'' (۱۹۴۶ء) مسلم لیگ کی تحریک میں پیش پیش رہا۔ کراچی سے پیر علی محمد راشدی کی ادارت میں نکلنے والے انگریزی اخبار ''سندھ آبزرور'' مولانا حقانی کی ادارت میں نکلنے والے اخبار ''نصرت'' اور ''مسلم'' ''وائس'' نے بھی تحریک آزادی کو آگے بڑھانے میں نمایاں کام کیا۔ جن علاقوں نے پاکستان کا روپ دھارا۔ ان میں پنجاب کے بعد کراچی اور حیدر آباد اہم صحافتی مرکز تھے۔ سندھ کے چند شہروں میں چھوٹے چھوٹے ہفت روزے موجود تھے جو ضلعی اہمیت کے اخبار تھے۔ سندھی صحافت کی نمایاں خصوصیات میں سے ایک حصول پاکستان میں اہم کردار ادا کرنے کی تھی۔

''الوحید، الحق اور ہلال پاکستان'' نے مسلمانوں کے مفاد کے حصول و دفاع کی جنگ میں اپنی بساط سے بڑھ کر حصہ لیا۔ ''الوحید'' نے ملی تحریک کو نہایت سرگرمی سے عوام و خواص میں پروان چڑھایا اور مسلمانوں کی نہایت راست طریقے سے رہنمائی کی۔ انگریز استعمار کے علاوہ ہندوؤں کی عیارانہ پالیسیوں کا بھی توڑ پیش کیا اور انگریز پرستوں کو بھی نہایت بیباکی سے عوام پر عیاں کیا۔

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ سندھ کے مسلم صحافیوں اور اخبارات نے تحریکِ پاکستان کے سلسلہ میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔

اللہ بخش یوسفی نے ''سرحد'' کے نام سے پہلے ماہنامہ پھر پندرہ روزہ، پھر ہفت روزہ

اور آخر میں روز نامے کی حیثیت سے جاری کیا۔

۱۶ر فروری ۱۹۲۶ء کو جب ہندوستان کی مجلس آئین ساز میں آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے صوبہ سرحد کو اصلاحات دینے کی قرارداد پیش ہوئی تو سرحد کے ہندوؤں نے اس کی سختی سے مخالفت کی۔ اللہ بخش یوسفی نے تمام صوبہ سرحد میں پھر کر مختلف مقامات سے سینکڑوں لوگوں سے وائسرائے ہند کو اس قرارداد کی حمایت سے تاریں بھجوائیں۔ ''سرحد'' اخبار نے سرحد میں مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے نصب العین کو تقویت پہنچانے کے لئے نہایت فعال کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۶ء میں جب سرحد میں مسلم لیگ کے حکم سے تحریک سول نافرمانی کا آغاز ہوا تو آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور جیل بھی گئے۔

اللہ بخش یوسفی نے ''سرحد'' اخبار کے ذریعہ سرحد میں بہت بڑی قومی خدمت کی، سرحدی عوام کو بیدار کر کے جدوجہد آزادی میں ان کی سیاسی اور ادبی لحاظ سے راہنمائی کی۔ آپ نے اپنے اخبار کے ذریعے اردو زبان وادب کی بے مثال خدمات سرانجام دیں۔

۱۹۴۴ء میں سرحد کے مشہور لیگی رہنما سردار اورنگ زیب نے روزنامہ ''ملت'' جاری کیا۔ ادارت مشہور مصنف مولانا رشید اختر ندوی کے سپرد تھی۔

دوست محمد اثر کے روزنامہ ''آزادی'' رضا ہمدانی اور فارغ بخاری کے ہفت روزہ ''شباب'' قاضی عبدالحلیم اثر کے ''انصاف'' میر عبدالصمد کے ہفت روزہ دوسرا سرحد'' اور ضیاء جعفری اور جمیل راز بنگش کے ہفت روزہ ''تعمیر نو'' نے اپنے اپنے طور پر تحریکِ پاکستان میں فعال کردار ادا کیا۔

علاوہ ازیں پشاور سے ''پیغام، پیغام جنگ، حریت، شمشیر سرحد، شیر سرحد اور اخوت'' جاری ہوئے، کوہاٹ اور ڈیرہ اسماعیل خان سے بھی چھوٹے چھوٹے اخبار نکلے۔ جنہوں نے مقامی طور پر تحریک آزادی کے سلسلے میں نہایت موثر کام کیا۔ عوام کو سیاسی ملی بیداری بخشی۔

سرحد میں تحریک سول نافرمانی کے دوران پشاور سے ایک روز نامہ ''صدائے پاکستان'' بھی جاری کیا گیا۔ یہ قلمی روز نامہ قریباً دو صفحوں پر مشتمل اور سائیکلو سٹائل مشین پر

چھپتا تھا۔ اس میں سرحد مسلم لیگ کی سرگرمیاں، تحریک سول نافرمانی کے دوران ہونے والے واقعات، کانگریس کے عزائم، مسلمانوں پر تشدد اور ایسے مضامین ہوتے تھے جن سے مسلمانوں پر نہایت مثبت اثرات مرتب ہوتے تھے۔ تحریک میں جان پڑ جاتی تھی۔ اس اخبار کے ایڈیٹر غلام مصطفیٰ اور کارکنوں میں پشاور کے سید احمد علی شاہ، یوسف علی شاہ، اشفاق احمد خان ولد حافظ میر احمد اور غلام کبریا جنرل سیکریٹری سرحد مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن شامل تھے۔

اس اخبار کے علاوہ پشاور میں مسلم لیگ کی تبلیغ و ترویج اور مقاصد کے حصول کے لئے خفیہ ریڈیو ''آزاد پاکستان ریڈیو'' قائم کیا گیا تھا۔ جس کے ذریعہ صوبہ بھر کے عوام اور مسلم لیگ کی شاخوں کو احکامات دیئے جاتے اور تحریک سے متعلق پیغامات اور خبریں پہنچائی جاتیں کانگریسی وزارت کی زیادتیوں کو بے نقاب کیا جاتا تھا۔

سرحد کی کانگریسی حکومت نے ہر ممکن کوشش کی کہ اخبار اور ریڈیو کو ختم کیا جاسکے لیکن وہ ناکام رہی۔ کھوج لگانے کے لئے پولیس، انتظامیہ اور جہاز بھی استعمال کیا گیا۔

آزاد پاکستان ریڈیو (صوبہ سرحد) کے ڈائریکٹر جنرل ہندوستان کی عبوری حکومت میں وزیر مواصلات سردار عبدالرّب نشتر تھے۔ مسلم نیشنل گارڈ کی خفیہ تحریک کے سالار میجر خورشید انور ڈائریکٹر، پروڈیوسر اور اناؤنسر بیگم ممتاز جمال تھیں اور یہ ریڈیو اسٹیشن پیلی بھیت کے ایک ۲۵ سالہ جوان طاہر حسین خان نے تیار کیا تھا۔ اس سے پہلے انہوں نے خورشید انور کے کہنے پر مسلم لیگ کے جلسوں کے لئے لاؤڈ اسپیکر بھی تیار کر کے دیئے تھے۔

ٹرانسمیٹر مختلف مقامات پر رکھا جاتا اور دور دراز لوگوں کا گھر منتخب کیا جاتا۔ ٹرانسمیٹر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے عبدالرشید عرف رشید ٹانبائی کی خدمات حاصل کی جاتیں وہ سبزی یا پھلوں کے ٹوکرے میں ٹرانسمیٹر چھپا کر اگلی منزل تک پہنچا دیتا۔

ایک زمانے میں محترمہ شمیم جالندھری بھی ریڈیو کی اناؤنسر رہیں، وہ لکھتی ہیں ''خبریں نشر کرنے سے پہلے ہم کہتے: ہم آزاد پاکستان ریڈیو قبائلی علاقہ سے بول رہے ہیں۔ آزادی ہر انسان کا پیدائشی حق ہے...... یہ دو جملے ادا کرنے کے بعد خبریں نشر ہونا شروع ہو جاتی تھیں)۔

یہ سلسلہ سرحد میں ریفرنڈم کے اختتام تک جاری رہا۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے: آزاد پاکستان ریڈیو، جس نے کانگریسی وزارت کے دانت کھٹے کردیئے تھے/منو بھائی/ اردو ڈائجسٹ، لاہور، اگست ۲۰۰۱ء ص ۵۷ تا ۶۳)

بلوچستان میں تحریک پاکستان کے دو مایۂ ناز ترجمان ''الاسلام اور تنظیم'' تھے ہفت روزہ ''الاسلام'' ۱۹۳۹ء میں مولانا عبدالکریم کے زیر ادارت جاری ہوا۔ اس کے بانی قاضی محمد عیسیٰ خان صدر بلوچستان مسلم لیگ تھے۔ اس پرچے کا مقصد مسلمانانِ بلوچستان کو مسلم لیگ کے پیغام سے آگاہ کرنا تھا۔

ایم ایس ناز نے ''اخبار نویسی کی مختصر ترین تاریخ'' (لاہور، ۱۹۸۸ء ص ۲۳۳) میں لکھا ہے ''اگر یہ کہہ دیا جائے کہ اسی اخبار کی وجہ سے بلوچوں میں تحریک پاکستان کا شعور اُبھرا تو بے جا نہ ہوگا''۔

نسیم حجازی ایک جگہ لکھتے ہیں کہ کوئٹہ میں اخبار ''تنظیم'' کی اشاعت کے سلسلہ میں کل مصارف سردار میر جعفر خان جمالی برداشت کرتے تھے، میر صاحب نے ایک نشست میں پورے بلوچستان میں سے پانچ سو اہم اور سرکردہ اشخاص کی ایک فہرست مجھے املا کرائی جنہیں بغیر کسی چندہ کے یہ اخبار بھیجا جاتا تھا۔ مرحوم میر جعفر خان جمالی کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ اگر یہ پانچ سو افراد پاکستان کی تحریک سے ذہنی طور پر بروابستہ ہوگئے تو پورا بلوچستان زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھے گا۔ حقیقت حال بھی آگے چل کر یہی ثابت ہوئی۔

بلوچستان سے تحریک پاکستان کے سلسلے میں مولانا عبید اللہ خان بلوچ نے بھی دو اہم اخبار ''کلمۃ الحق'' اور ''الفاروق'' جاری کئے۔ بلوچستان مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے دو ترجمان ''جمہور'' اور خورشید'' بھی منظر عام پر آئے۔

قائداعظم کی سرپرستی میں ''پاکستان ٹائمز'' ۴ فروری ۱۹۴۷ء کو لاہور سے جاری ہوا۔

تحریک پاکستان اور کشمیر کے اخبارات

(کشمیر میں اردو، حبیب کیفوی، لاہور، ۱۹۷۹ء، ص ۱۳۱ تا ۱۴۱، کشمیر میگزین نے جو منشی محمد الدین فوق جنہوں نے کشمیر میں اتنا کام کیا جو ایک ادارہ ہی انجام دے سکتا تھا۔ ان کی ادارت میں چھپتا تھا۔ اس سے ریاست میں سیاسی شعور بیدار کرنے اور اردو کی توسیع و اشاعت میں بڑی مدد ملی۔ (کشمیر میں اردو: ص ۱۳۹، ۱۳۰۔۱۴۲)

جموں میں سب سے پہلا ہفتہ وار اخبار ''رنبیر'' لالہ ملک راج صراف نے ۱۹۲۴ء میں جاری کیا۔ اس کے بعد ۱۹۳۲ء میں ہفت روزہ اخبار ''پاسبان'' معراج الدین احمد کی ادارت میں شائع ہوا جو مسلمانوں کے حقوق کا پاسبان تھا۔ پاسبان کے اجرا کے بعد بہت سے اخبارات نہ صرف جموں اور سرینگر سے جاری ہوئے بلکہ اضلاع سے بھی جاری ہو گئے ان اخباروں کے نام یہ ہیں'' نوجوان، امر، چاند، ہمدرد، البرق، ہدایت، اصلاح، صداقت، کشمیر، ٹائمز، مارتنڈ، رہبر، ترجمان کشمیر، جاوید، خدمت، ہمت، کشمیر کرانیکل، وطن صادق، حریت، اسلام، خالد نور، مجاہد۔ خورشید اور انند۔

ہفت روزہ ''رنبیر'' کی پالیسی حکومت نواز تھی، البتہ حکومت پر کبھی کبھی بڑی نرمی سے تنقید کر دیا کرتا تھا۔ صحیح معنوں میں یہ ہندو مفاد کا ترجمان تھا۔ صحافت کا معیار بھی کچھ اونچا نہ تھا۔ لیکن جب مسلمان میدان صحافت میں اترے تو انہوں نے صحافت کے معیار کو بلند کرنے کی کوشش کی۔ ان صحافیوں میں منشی معراج الدین احمد، عبد المجید قریشی، اے۔ آر ساغر، غلام حیدر غوری، میر عبد العزیز، میر غلام احمد کشفی، مولانا محمد سعید مسعودی، مولوی عبد الواحد اور ظہور الحسن ڈار قابل ذکر ہیں جن کے دم سے ریاست میں صحافت کی آبرو تھی۔ ان میں سے بیشتر پاکستان میں آکر بھی صحافت ہی سے وابستہ رہے اور کشمیر کے اخبار پاکستان میں آکر بھی جاری کر لیے۔

یہ تھا تحریکِ پاکستان کے ضمن میں صحافتی محاذ کا ایک مختصر سا جائزہ، جس کے باعث مسلمانانِ ہندو پاک نے قائداعظم کی قیادت میں نامساعد حالات کے باوجود سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور باری تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے ہدف اور نصب العین پاکستان کو حاصل کرنے میں کامیاب و کامران ہوئے۔

مقالہ کے مأخذ

۱۔ احمد سعید/ دی ایسٹرن ٹائمز آن قائداعظم/ لاہور ۱۹۸۳ء

۲۔ انعام الحق کوثر، ڈاکٹر/ قائداعظم مسلم پریس کی نظر میں/ کراچی، ۱۹۸۱ء

۳۔ انعام الحق کوثر، ڈاکٹر/ تحریک پاکستان میں بلوچستان کا حصہ/ راولپنڈی، ۱۹۷۷ء

۴۔ انعام الحق کوثر، ڈاکٹر/ بلوچستان میں اردو/ لاہور، ۱۹۶۸ء

۵۔ انعام الحق کوثر، ڈاکٹر/ پاکستان موومنٹ ان بلوچستان/ اسلام آباد ۱۹۸۰ء

۶۔ انعام الحق کوثر، ڈاکٹر/ قرارداد پاکستان صحافتی محاذ پر/ کوئٹہ، ۱۹۹۰ء

۷۔ انعام الحق کوثر، ڈاکٹر/ جدوجہد آزادی میں بلوچستان کا کردار/ لاہور، ۱۹۹۱ء

۸۔ انعام الحق کوثر، ڈاکٹر/ قائداعظم اور بلوچستان/ کوئٹہ، ۲۰۰۱ء

۹۔ انعام الحق کوثر، ڈاکٹر/ پاکستان اور صحافت/ کوئٹہ ۱۹۹۷ء

۱۰۔ انعام الحق کوثر، ڈاکٹر/ قائداعظم، تحریک پاکستان اور صحافتی محاذ/ کوئٹہ ۲۰۰۱ء

۱۱۔ ایم ایس ناز/ اخبار نویسی کی مختصر ترین تاریخ/ لاہور ۱۹۸۸ء

۱۲۔ تصدیق حسین راجا، ڈاکٹر/) نسیم حجاری۔ ایک مطالعہ/ لاہور ۱۹۸۷ء

۱۳۔ حسن ریاض، پروفیسر/ پاکستان ناگزیر تھا/ کراچی ۱۹۷۰ء

۱۴۔ رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر/ نقوش قائداعظم/ لاہور ۱۹۷۶ء

۱۵۔ رضی حیدر، خواجہ/ قائداعظم کے ۷۲ سال/ کراچی ۱۹۸۶ء

۱۶۔ سرفراز حسین مرزا، ڈاکٹر/ تحریک پاکستان نوائے وقت کے اداریوں کی روشنی میں/ لاہور، ۱۹۸۷ء

۱۷۔ سرفراز حسین مرزا، ڈاکٹر/ دی پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن/ لاہور ۱۹۸۷ء

۱۸۔ سرفراز حسین مرزا، ڈاکٹر/ مسلم اسٹوڈنٹس اینڈ پاکستان/ لاہور ۱۹۸۸ء

۱۹۔ سرفراز حسین مرزا، ڈاکٹر/ موومنٹ جلد اول تا سوم تحریک پاکستان میں مسلم خواتین کا کردار/ لاہور ۲۰۰۴ء

۲۰۔ شریف المجاہد/ قائداعظم حیات و خدمات/ ترجمہ: خواجہ رضی حیدر/ کراچی ۱۹۸۳ء

۲۱۔ عبدالجبار عابد لغاری، ڈاکٹر/ جدوجہد آزادی میں سندھ کا کردار/ لاہور ۱۹۹۲ء

۲۲۔ عطش درانی، ڈاکٹر/ پاکستان ایک نظریہ ایک تحریک/ لاہور ۱۹۸۷ء

۲۳۔ عزیز جاوید/ قائداعظم اور سرحد/ لاہور ۱۹۷۸ء

۲۴۔ صغیرہ حامد، ڈاکٹر/ تحریک پاکستان میں مسلم صحافت کا کردار/ لاہور، ۱۹۸۹ء

۳۔ مزارعت کا نظام: اسلامی حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ ایک عبوری دور کے لئے بٹائی سسٹم پر پابندی لگا دے اور اسے غیر قانونی قرار دیدے اور کاشتکار مقررہ اجرت پر زمیندار کے پاس اجرت پر کام کریں اور اجرت کا تعین حکومت خود کرے بصورت دیگر حکومت زیر کاشت زمین کا پیداواری یونٹ کے لحاظ سے مالیانہ (لگان) متعین کردے جسے کاشتکار نقد کی صورت میں زمیندار کو ادا کریں۔ اس طرح کاشتکار یکسوئی اور پوری توجہ سے زمین کی پیداوار بڑھانے پر اپنی محنت صرف کر سکے گا اور زمیندار کی بیجا مداخلت سے محفوظ ہو جائے گا۔

۴۔ جبری مشقت اور نجی قید خانوں سے نجات کے لئے، بانڈڈ لیبر ایکٹ مجریہ ۱۹۹۲ء پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے اور کسی مزدور یا ہاری کو ماہانہ تنخواہ سے زائد بطور ایڈوانس زائد رقم اور قرض خلاف قانون قرار دیا جائے۔ پرانے قرض داروں کے قرض رائٹ آف قرار دیئے جائیں اور انہیں قید سے آزاد قرار دیا جائے۔

۵۔ زکوٰۃ وعشر آرڈیننس کے تحت زرعی پیداوار پر عشر یا نصف عشر کی تحصیل وصول اور تقسیم کا باقاعدہ نظام قائم کیا جائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے زکوٰۃ اور عشر سے متعلق مسائل کو تفصیل سے مرتب کر دیا ہے۔ اب ان پر عمل درآمد صوبائی انتظامیہ کی ذمہ داری ہے۔ عشر کے فنڈ سے ہم دیہی علاقوں میں غریب بچوں اور بچیوں کے لئے تعلیمی وظائف اور ترغیبات اہتمام کر سکتے ہیں اور ان کے بگڑے ہوئے احوال کی کچھ اصلاح کر سکتے ہیں۔

۶۔ زمینداروں کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ وہ اپنی تمام زمینیں زیر کاشت لائیں اگر کوئی زمیندار بغیر کسی مثبت عذر کے مسلسل تین سال تک زمینوں کو بغیر کاشت کے پڑا رہنے دے تو حکومت کو یہ اختیار ہے کہ وہ ان زمینوں کو واپس لے کر مستحق کاشتکاروں میں تقسیم کر دے۔

۷۔ حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ ملک کی تمام غیر آباد زرعی زمینوں کو مستحق افراد میں تقسیم کرے اور کوئی زمین غیر آباد نہ رہنے دے۔

احقر کے نزدیک ابتدائی طور پر لینڈ ریفارم ایکٹ ۱۱، ۱۹۷۷ جو کہ جنوری ۱۹۷۷ء کو بنایا گیا تھا اس کے نفاذ کی کوشش کی جائے اور موجودہ حالات کے لحاظ سے اس میں کچھ تبدیلی بھی کی جاسکتی ہے۔ زرعی اصلاحات کے نفاذ کے بغیر عشر کی وصولی ممکن نہیں۔